کیا اس سے انکار ممکن ہے کہ قِبۡلَۃ اول کعبہ معظّمہ ہے؟

انسان کا مشاہدہ ہے کہ حقائق کو دانستہ بھی مسخ کیا جاتا ہے۔نت نئی باتیں اختراع کی جاتی ہیں اور حقیقت کی تلبیس کرنے کیلئے کہانیاں تخلیق کر کے زمان میں بلاتحقیق اس قدر دہرایا جاتا ہے کہ بعض لوگ انہیں حقائق گمان کرنے لگتے ہیں۔اللہ رب العزت انسان کا خالق ہے اور اس سے بہتر اسے کون جانتا ہے۔اللہ رب العزت نے اپنے ''بَیۡتِ'' کے متعلق حقائق کو مسخ کرنے والوں کی تمام کوششوں کو ناکام بنانے کیلئے قرآنِ مجید میں بتادیا

إِنَّ أَوَّلَ بَيۡتٖ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكٗا وَهُدٗى لِّلۡعَٰلَمِينَ ﴿٩٦﴾

''یقیناً اول گھر جو لوگوں کیلئے بنایا گیا وہی (کعبہ) ہے جو مکہ میں ہے۔وہ مُبَارَکًا اور جہاں والوں کیلئے ہدایت ہے'' (آلِ عمران۔۹۶)

إِنَّ کے معنی ہیں تحقیق، بے شک، یقیناً۔یہ حرف تحقیق ہے۔خبر کی تاکید و تحقیق مزید کیلئے آتا ہے۔اس قدر تحقیق اور یقین کے انداز میں جو اطلاع اور خبر دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ سب سے اول جو گھر بنایا گیا یقیناً کعبہ معظّمہ ہے جو مکۃ المکرّمہ میں ہے۔سب کو معلوم ہے کہ مکۃ المکرّمہ میں جو گھر (بیت) ہے اس کا مطلب وہ گھر نہیں جس میں لوگ رہتے ہیں بلکہ اس بیت سے مراد لوگوں کا قِبۡلَۃ کعبہ معظّمہ ہے۔اس آیت مبارکہ میں غیر متزلزل یقین کے ساتھ یہ خبر دی گئی ہے کہ کعبہ لوگوں کا قِبۡلَۃ اول ہے۔اول گھر کعبہ ہے۔اور کعبہ قِبۡلَۃ ہے۔

عربی لفظ مُبَارَکًا کا مادہ ''ب ر ک'' ہے اور اصل معنی اس ثبات کے ہیں جس کے ساتھ نمو بھی شامل ہو۔یعنی ایک چیز اپنے مقام پر مستحکم بھی ہو اور اسکے ساتھ ساتھ بڑھ بھی رہی ہو۔یہ لفظ برک البعیر سے ماخوذ ہے جسکے معنی ہوتے ہیں کہ اونٹ جم کر بیٹھ گیا اور وہاں سے اٹھا نہیں۔

کسی بھی معاشرے میں صحیح یا غلط کوئی روایت اگر ایک ہزار سال تک زندگی پا جائے تو لوگوں کی اکثریت اسے ایک حقیقت گمان کرتی ہے اور اس کے متعلق منفی خیال بھی ذہن میں نہیں آتا چہ جائیکہ دلیل پر پرکھنے کیلئے آمادہ ہوں۔اگر آج کے دور میں انسان کی عادت یہ ہے تو آقائے نامدار ﷺ کی تشریف آوری سے قبل ساتویں صدی عیسویں میں بنی اسماعیلؑ کی عادت اور روش اس سے مختلف کیوں ہو

گی؟ ہزاروں سالوں سے وہ کعبہ معظّمہ کو قِبلَۃَ اول تسلیم کرتے چلے آئے تھے۔ سوال یہ ہے کہ اگر انہیں یہ کہا جاتا کہ قِبلَۃَ اول کعبہ معظّمہ نہیں 'بیت المقدس' ہے تو اس بات کو کیسے تسلیم کر سکتے تھے؟ اور کہہ سکتے تھے کہ ''بیت المقدس'' اور یہود و نصاریٰ کا قِبلَۃَ تو کعبہ معظّمہ کے بعد ''وجود'' میں آیا تھا اور ظاہر ہے کہ بعد میں وجود میں آنے والی شئے اول نہیں ہو سکتی۔ ابراہیم علیہ السلام اور کعبہ معظّمہ کی تعمیر کے طویل عرصے بعد توریت اور انجیل نازل ہوئی تھیں اور بگاڑ کا شکار ہونے پر ان دو اقوام نے جو بھی قِبلَۃَ اختیار کیا تھا وہ قِبلَۃَ اول کعبہ معظّمہ کے بعد دوم اور سوم تو کہلا سکتا ہے اول نہیں۔ اور اسی اصول کی جانب یہود و نصاریٰ کو متوجہ کیا کہ تفقہ اور عقل اختلاف اور فرق کو متعین کرتی ہے

يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لِمَ تُحَآجُّونَ فِيٓ إِبۡرَٰهِيمَ وَمَآ أُنزِلَتِ ٱلتَّوۡرَىٰةُ وَٱلۡإِنجِيلُ
إِلَّا مِنۢ بَعۡدِهِۦٓۚ أَفَلَا تَعۡقِلُونَ ٦٥

''اے اہلِ کتاب!'' تم ابراہیم (علیہ السلام) کے (یہودی یا نصاریٰ ہونے کے) بارے میں کیوں جھگڑا کرتے ہو جب کہ توریت اور انجیل نازل ہی ان کے بعد کی گئی تھیں۔ کیا تم عقل استعمال نہیں کرتے؟ (اتنا واضح فرق بھی نہیں سمجھتے)'' (آلِ عمران۔۶۵)

مسلم، یہود اور نصاریٰ کے علاوہ دنیا میں قبلہ کسی کا نہیں۔ اگر عقل استعمال کر کے ابراہیم علیہ السلام کے زمانے اور بنی اسرائیل کے وجود پذیر ہونے اور سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں فرق کرنے کی صلاحیت ہم کھو نہیں بیٹھے تو کیا اس سے انکار ممکن ہے کہ قِبلَۃَ اول کعبہ معظّمہ ہے؟

أَوَّلَ بَيۡتٍ ٱلۡكَعۡبَةَ ہے اور یہ ٱلۡبَيۡتَ ٱلۡحَرَامَ محترم گھر ہے۔ یہ قِبلَۃً اول ہے۔ اور اس شہر کی بھی حرمت ہے جہاں یہ واقع ہے۔ میرے آقا، آقائے نامدار ﷺ کا فرمان ہے

إِنَّمَآ أُمِرۡتُ أَنۡ أَعۡبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ ٱلۡبَلۡدَةِ ٱلَّذِي حَرَّمَهَا

''مجھے صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے رب کی عبادت کروں جس نے اسے محترم بنایا ہے'' (حوالہ النمل۔۹۰)

مکۃ المکرّمہ دنیا کا منفرد شہر ہے جس کی قرآنِ مجید میں حرمت بتائی گئی ہے۔ اور ٱلۡكَعۡبَةَ بھی واحد منفرد بَيۡتٍ ہے جس کی حرمت بتائی گئی ہے۔ قرآنِ مجید نے مکۃ المکرّمہ کے علاوہ کسی شہر کو اور ٱلۡكَعۡبَةَ کے علاوہ دنیا کے کسی بیت کو ٱلۡمُحَرَّمِ قرار نہیں دیا اور نہ ایسا کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر برکات رکھنے کا بتایا ہے جیسے مسجد اقصیٰ کے نواح میں (حوالہ الاسراء۔۱) لیکن ان میں اور مکۃ المکرّمہ کی برکات میں ایک واضح فرق یہ ہے کہ مکۃ المکرّمہ میں برکات تمام زمان کے لوگوں کیلئے ہیں۔ فرمایا

وَنَجَّيْنَـٰهُ وَلُوطًا إِلَى ٱلْأَرْضِ ٱلَّتِى بَـٰرَكْنَا فِيهَا لِلْعَـٰلَمِينَ ﴿٧١﴾

''اور ہم انہیں (ابراہیم) اور لوط علیہ (علیہم السلام) کو اس زمین کی طرف بچا کر لے گئے

جس میں ہم نے جہاں والوں کیلئے برکتیں رکھی ہیں'' (سورۃ الانبیاء۔۷۱)

قرآنِ مجید نے ٱلْكَعْبَةَ کو أَوَّلَ بَيْتٍ قرار دیا ہے اور اول سے قبل شئے قدیم نہیں ہوتی۔ ٱلْبَيْتِ زمین کے ٹکڑے کو نہیں کہتے اور یہ اول بار اس وقت وجود میں آتا ہے جب ٱلْقَوَاعِدَ یعنی جڑ سے اس کی بنیادیں رکھی جاتی ہیں۔ قرآنِ مجید نے دوٹوک خبر دی ہے کہ ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام نے أَوَّلَ بَيْتٍ کو ٱلْقَوَاعِدَ سے تعمیر کیا تھا اور خبر تو کیا کوئی مبہم اشارہ بھی اس جانب نہیں دیا کہ آدم اور نوح علیہم السلام کا کعبہ معظّمہ سے کوئی تعلق تھا۔ قرآنِ مجید میں تو ابراہیم علیہ السلام سے قبل کے زمان و مکان کی مختلف اقوام کے بیان میں ٱلصَّلَوٰةَ اور ٱلْمَسْجِدِ اور قِبْلَةَ کا نہ کوئی تذکرہ ہے اور نہ ہی یہ الفاظ اس گفتگو میں استعمال ہوئے ہیں جو ان رسولوں اور ان کی اقوام کے لوگوں کے مابین ہوئی تھی جسے قرآنِ مجید میں محفوظ کیا گیا ہے۔ قرآنِ مجید میں دی گئی خبروں سے ہٹ کر اختراع کی گئی متضاد باتوں اور کہانیوں کو دہرانے سے اجتناب کرنا چاہئے اور ان کا انکار کرنے میں جھجک بھی محسوس نہ کریں کہ قرآنِ مجید نے واضح کیا ہے کہ تخیلاتی باتوں کیلئے کوئی تقدس نہیں ہوتا۔ ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام کے بعد توریت اور انجیل نازل ہوئی تھیں اور اسلام کے بعد دنیا میں یہودیت اور نصاریٰ متعارف ہوئے تھے جنہوں نے کعبہ معظّمہ سے ہٹ کر مشرق اور مغرب کی سمتوں کو اپنا قبلہ بنا لیا تھا۔ اسطرح اللہ تعالیٰ نے واضح اور عیاں حقیقت یہی بیان فرمائی ہے کہ قِبْلَةَ اول کعبہ معظّمہ ہے۔